تکملہ فتح الملہم میں تصویر اور اس سے متعلقہ مباحث

ظل ہما*

Fath al-Mulhim is the explanatory writings of Maulana Shabbir Ahmad Usmani upon the famous book Sahih Muslim He completed this explanation till chapter of Nikah but his death did not give more chance. Takmila Fath al-Mulhih is extension of this book written by Maulana Taqi Usmani. He completed it as per pattern of Mualana Shabbir Ahmad Usmani. He tried his best to maintain writing style, method of explanation and pattern of inference of Allama Usmani. This article has been written on the discussions made about the legal injunction of Shariah about photograph. The shariah verdict about admissibility or inadmissibility of photo, the legal position of digital images, status of live transmission and all related discussions. The article has been written is analytical and critical mode.

دوسری صدی ہجری کے بعد حدیث کی باقاعدہ تدوین شروع ہوئی اور تیسری صدی ہجری میں ائمہ ستہ کی مشہور زمانہ تالیفات وجود میں آگئیں۔ احادیث کی جمع و ترتیب اور تہذیب کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور مختلف انداز سے محدثین احادیث کو ترتیب دینے کی خدمات سرانجام دیتے رہے لیکن اس میں جو تلقی بالقبول صحیحین کو حاصل ہوا اور ان کی صحت پر امت مسلمہ کا جو اجماع ہوا، یہ مقام عظیم کسی اور مجموعہ حدیث کو حاصل نہ ہو سکا۔ علمائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ صحیحین کی شروح میں سے ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) کی فتح الباری" بدرالدین عینیؒ (۸۵۵ھ) کی "عمدۃ القاری"، علامہ ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی (۶۴۶ھ) کی" صحیح مسلم بشرح النووی"، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (۱۳۶۹ھ) کی" فتح الملہم" اور جسٹس تقی عثمانی کی" تکملہ فتح الملہم" کو اہم اور نمایاں مقام حاصل ہے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب کی شرح ہذا دراصل شبیر احمد عثمانی کی شرح" فتح الملہم" کا تکملہ ہے۔ یہ صحیح مسلم کی عظیم الشان شرح ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی نے چودھویں صدی ہجری کے وسط میں" صحیح مسلم" کی شرح" فتح الملہم" لکھنے کا آغاز کیا۔ آپ نے یہ شرح" کتاب النکاح" تک تحریر فرمائی تھی کہ مسلمانوں کے لیے پاکستان کی شکل میں ایک ایسے خطہ کے حصول کی کاوشیں شروع ہو گئیں، جہاں مسلمان انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی سے نکل کر آزادی کی زندگی گزار سکیں۔ انگریزوں کی قوت اور ہندوؤں کی اکثریت سے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ خطہ کا حصول ایک خواب کی حیثیت رکھتا تھا۔

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی اس خواب کی عملی تعبیر میں سر گرم ہوئے تو تصنیف و تالیف کا کام رک گیا اور "کتاب النکاح" سے آگے نہ بڑھ سکا۔ یہاں تک کہ ۱۳۶۹ھ بمطابق ۱۹۴۹ء کو آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور "فتح الملہم" کا یہ کام تشنۂ تکمیل رہ گیا۔ تقریباً پچاس سال کا عرصہ اسی طرح گذر گیا، یہاں تک کہ شرح ہذا کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد تقی عثمانی کو منتخب فرمایا۔ انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع کے حکم پر ۲۵ جمادی الاول ۱۳۹۶ھ کو اس کام کا آغاز کیا اور تقریباً پونے انیس سال کی خاموش محنت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ۲۶ صفر ۱۴۱۵ھ کو مولانا محمد تقی عثمانی کے ہاتھوں سے "فتح الملہم" کی تکمیل فرمادی۔ محمد تقی عثمانی صاحب موجودہ دور کے عظیم محقق، مدبر، مفسر، محدث اور مفکر ہیں۔ موصوف کی اس شرح میں یک جا اتنا محدثانہ اور محققانہ مواد مل جاتا ہے کہ صرف اسی ایک تصنیف کو متعلقہ مباحث میں ایک کتب خانہ کے قائم مقام قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح یہ تصنیف اساتذۂ حدیث اور طالبان علوم نبوت کے لیے ایک گراں قدر علمی تحفہ، مباحث، معلومات، فوائد و نکات اور نادر تحقیقات و تنقیحات کا ایسا خزانہ بن گئی ہے جو انہیں سینکڑوں کتابوں کی ورق گردانی سے محفوظ کر دیتی ہے۔ تکملہ میں معاشی، معاشرتی، سیاسی اور تمدنی مسائل بھی زیر بحث لائے گئے ہیں۔ مقالہ ہذا تصویر اور اس سے متعلقہ مباحث کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

ائمہ ثلاثہ (امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کے نزدیک تصویر مطلقاً حرام ہے خواہ وہ مجسم ہو یا غیر مجسم، سایہ دار ہو یا بغیر سایہ کے۔ جمہور علمائے کرام کا بھی یہی مؤقف ہے۔ (۱) البتہ ایسا کپڑا جس میں تصویر ہو، جب اس سے کوئی ایسی چیز بنالی جائے جس کو حقارت کی جگہ میں بچھایا جائے، تو اس کا استعمال جمہور علمائے کرام کے ہاں جائز ہے۔ (۲) مالکی مسلک کے فقہائے کرام بھی مجسم اور سایہ دار اشیاء کی تصاویر کی حرمت پر متفق ہیں، جب کہ غیر مجسم اور سایہ کے بغیر تصاویر کے متعلق مالکی فقہائے کرام میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے اکثر مالکیہ کے ہاں ان کی کراہت مختار ہے اور بعض مالکی فقہاء ان تصاویر کے جواز کے قائل ہیں۔ (۳) مفتی تقی عثمانی صاحب نے اس ضمن میں ایسی احادیثِ مبارکہ (۴) اور صحابہ و تابعین کے آثار (۵) نقل کیے ہیں جو تصاویر کی مطلقاً حرمت پر دال ہیں۔ خواہ تصاویر مجسم ہوں یا غیر مجسم، سایہ دار ہوں یا بغیر سایہ کے۔ بعد ازاں مصنف موصوف نے مالکیہ فقہائے کرام میں سے غیر مجسم تصاویر کے جواز کے قائلین کے استدلالات کا جمہور علمائے کرام کی جانب سے جواب پیش کیا ہے۔ (۶) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

مفتی تقی عثمانی صاحب کے نزدیک بھی تصاویر مطلقاً حرام ہیں اور ان کے ہاں بھی مجسم اور غیر مجسم تصاویر کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

عکسی تصاویر کا حکم

عکسی تصاویر کے جواز و عدم جواز کے بارے میں علمائے کرام کی آراء مختلف ہیں۔ بعض علمائے کرام مثلاً مفتیٔ مصر شیخ محمد بخیت (۷) نے ان تصاویر کو ہاتھ سے بنائی ہوئی تصاویر سے الگ گردانتے ہوئے جائز قرار دیا ہے۔ ان علمائے کرام کے نزدیک فوٹو گرافی کے ساتھ بنائی جانے والی تصویر سے مراد ایک سایے کو اُن معلوم ذرائع سے قید کر لینا ہے، جو اس فن والوں کو معلوم ہیں۔ (۸)

یہ (فوٹو گرافی کے ساتھ بنائی جانے والی تصویر) اس تصویر میں سے نہیں جس سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ جس تصویر سے منع کیا گیا ہے وہ ایک ایسی تصویر کو بنانا ہوتا ہے، جو موجود نہ ہو اور نہ اس سے پہلے بنائی گئی ہو، اس کی وجہ سے وہ ایک حیوان کے مشابہ ہوتی ہے جس کو اللہ نے پیدا کیا اور اس آلہ کے ذریعے تصویر لینے میں یہ معانی موجود نہیں، لیکن عرب ممالک اور ہندوستان کے علمائے کرام شیخ مصطفیٰ الحمامی (۹)، شیخ محمد ناصر الدین البانی (۱۰)، محمد علی الصابونی (۱۱) اور دکتور محمد سعید رمضان البوطی (۱۲) نے فتویٰ دیا ہے کہ ہاتھ سے بنائی اور عکسی تصاویر کے درمیان حکم کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ مفتی تقی عثمانی صاحب بھی اسی رائے کے حامل ہیں، جیسا کہ وہ رقمطراز ہیں:

"أنّ التفريق بين الصور المرسومة والصور الشمسيّة لا ينبغي على أصل قويّ، ومن المقرر شرعاً أن ما كان حراماً أو غير مشروع في أصله لا يتغيّر حكمه بتغيّر الآلة- فالخمر حرام، سواء خمّرت باليد، أو بالماكينات الحديثة، والقتل حرام، سواء باشره المرء بسكّين، أو باطلاق الرصاص- فكذلك الصّورة، قد نهى الشارع عن صنعها واقتناءها، فلا فرق بين ما كانت الصورة قد اتخذت بريشة المصوّر، أو بالآلات الفوتوغرافيّة"- (۱۳)

"ہاتھوں سے بنائی ہوئی تصاویر اور عکسی تصاویر کے درمیان فرق کرنے کی بنیاد کسی مضبوط دلیل پر نہیں، اور شرعاً یہ بات طے ہے کہ جو حرام ہو یا اصل کے اعتبار سے ناجائز ہو، اس کا حکم آلہ کے بدلنے سے تبدیل نہیں ہوتا۔ پس شراب حرام ہے، خواہ ہاتھ سے بنائی گئی ہو یا جدید مشینوں سے، اور قتل حرام ہے خواہ آدمی قتل کا ارتکاب چھری سے کرے یا گولی چلانے سے کرے۔ ایسے ہی تصویر ہے، شارع نے اس کو بنانے اور ذخیرہ کرنے سے منع

فرمایا ہے، پس اس کے درمیان کوئی فرق نہیں کہ تصویر مصور کے قلم سے بنائی گئی ہو یا فوٹو گرافی کے آلات سے "۔

بوقتِ حاجت عکسی تصاویر کا جواز

اصل کے اعتبار سے تصاویر بنانا حرام ہے، ہاں البتہ فقہائے کرام نے بوقتِ حاجت عکسی تصاویر کو حرمت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے، جیسا کہ مفتی تقی عثانی صاحب بیان کرتے ہیں :

"أما اتحاذ الصورة الشمسية للضرورة أو الحاجة کحاجتها في جواز السّفر، وفي التاشيرة، وفي البطاقات الشخصيّة، أوفي مواضع يحتاج فيها الی معرفة هويّة المرء، فينبغي أن يكون مرخصا فيه"۔ (۱۴)

"بہر حال ضرورت یا حاجت کے لیے عکسی تصاویر کا بنانا جیسے پاسپورٹ، ویزہ اور شناختی کارڈ کے لیے (عکسی تصاویر بنوانا) یا ایسی جگہیں جہاں آدمی کی شخصیت کی پہچان کے لیے ضرورت ہوتی ہے، تو مناسب ہے کہ اس میں رخصت دے دی جائے "۔

تصاویر سے متعلق متجددین کے دعویٰ جات واستدلالات کا ابطال

مولانا تقی عثانی صاحب نے تکملہ ہذا میں تصاویر سے متعلق متجددین کے دعویٰ جات اور استدلالات کا ابطال بھی کیا ہے۔ جن کا تذکرہ افادہ سے خالی نہیں ہو گا۔

۱۔ عصر حاضر کے بعض متجددین نے دعویٰ کیا کہ تصویر کی حرمت ابتدائے اسلام میں زمانہ جاہلیت کے قریب ہونے، بت پرستی اور دلوں میں عقیدہ توحید راسخ نہ ہونے کی وجہ سے تھی۔ جب دلوں میں توحید کے عقائد راسخ ہو گئے تو تصاویر کی حرمت ختم ہو گئی۔ مفتی تقی عثانی صاحب نے متجددین کے اس دعویٰ کی تردید میں بیان کیا :

"وان هذه الدعوی لا دليل لها في القرآن والسنّة۔ ولو کان حکم حرمة التصوير منسوخا لبيّن النبي النسخ بصراحة، ولما امتنع الصحابة رضي الله عنهم عن التصاوير۔ وقد رأيت أن فقهاء الصحابة امتنعوا من الدخول في بيوت فيها تصاوير، وکل ذلک بعد النبيّ، وهذا دليل قاطع علی أن حکم حرمة التصوير لم يزل باقيا، ولم ينسخه شيء، کيف وقد علّل النبي حرمة التصوير بالمضاهاة بخلق الله، وهي علّة لا تختص بزمان دون زمان"۔ (۱۵)

"اور اس دعویٰ کی قرآن وسنت میں کوئی دلیل نہیں۔ اگر تصویر کی حرمت کا حکم منسوخ ہوتا تو نبی ﷺ نسخ کو صراحۃً بیان فرمادیتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم تصاویر سے نہ رکتے اور حقیقت یہ ہے (تم دیکھ چکے ہو) کہ فقہائے صحابہ ان گھروں میں داخل ہونے سے رُک

گئے جن میں تصاویر تھیں اور یہ سب کچھ نبی ﷺ کے بعد ہوا، یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ تصویر کی حرمت کا حکم مسلسل باقی رہا اور کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا اور کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ نبی ﷺ نے تصویر کی حرمت کی وجہ اللہ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت قرار دی ہے اور یہ ایسی علت ہے جو کسی زمانے کے علاوہ کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں"۔

مفتی تقی عثمانی صاحب نے اپنے مؤقف کی تائید میں ابن دقیق العید کی تحقیق یوں نقل کی :

"ولقد أبعد غاية البعد من قال : ان ذلك محمول على الكراهة، وأن التشديد كان في ذلك الزمان لقرب عهد الناس بعبادة الأوثان۔ وهذا الزمان حيث انتشر الاسلام وتمهدت قواعده فلا يساويه في هذا التشديد۔۔۔ وهذا القول عندنا باطل قطعا، لأنه قد ورد في الأحاديث والأخبار عن أمر الآخرة بعذاب المصورين، وأنهم يقال لهم : أحيوا ما خلقتم۔ وهذه علة مخالفة لما قاله هذا القائل۔ وقد صرح بذلك في قوله عليه السلام : "المشبهون بخلق الله "۔ وهذه علة عامة مستقلة مناسبة ولا تخص زمانا دون زمان۔ وليس لنا ان نتصرف في النصوص المتظاهرة المتضافرة بمعنى خيالي"۔ (١٦)

"اور بہت بعید ہے جس نے یہ کہا کہ یہ کراہت پر محمول ہے اور یہ کہ یہ سختی اس زمانے میں لوگوں کے بت پرستی کے قریب ہونے کی وجہ سے ہے اور یہ زمانہ، جب کہ اسلام پھیل چکا ہے اور اس کے قواعد مضبوط ہو چکے ہیں، پس اس سختی میں اس کے برابر نہ ہوگا۔۔۔اور یہ قول ہمارے ہاں قطعاً باطل ہے، کیونکہ احادیث و آثار میں آخرت کے حکم کے بارے میں مصورین کا عذاب وارد ہوا ہے اور ان سے کہا جائے گا: زندہ کرو جس کو تم نے بنایا اور یہ علت اس کے مخالف ہے جس کو اس قائل نے کہا اور اس کی وضاحت نبی ﷺ کے قول "اللہ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت کرنے والے" میں کر دی گئی ہے۔ یہ علت عام، مستقل اور مناسب ہے اور یہ کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں اور ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہم ان نصوص میں، جو ظاہر ہیں بہت زیادہ ہیں، خیالی معانی کے ساتھ تصرف کریں"۔

اخیر میں مصنف موصوف نے ابن دقیق العید کی رائے پر احمد شاکر کا تبصرہ یوں نقل کیا :

"هذا ما قاله ابن دقيق العيد منذ أكثر من ٦٧٠ سنة۔ يرد على قوم تلاعبوا بهذه النصوص في عصره أو قبل عصره۔ ثم يأتي هؤلاء المفتون المضلّون، وأتباعهم المقلدون الجاهلون، أو الملحدون الهدّامون، يعيدونها جزعة ويلعبون بنصوص الأحاديث كما لعب أولئكم من قبل۔ ثم كان من أثر هذه الفتاوى الجاهلة أن ملئت بلادنا بمظاهر الوثنية كاملة، فنصبت

التماثیل وملئت بها البلاد، تکریما لذکری من نسبت الیه وتعظیما!--- وکان من أثر هذه الفتاوی الجاهلة أن صنعت الدولة، وهی تزعم أنها دولة اسلامیة فی أمة اسلامیة ماسمته مدرسة الفنون الجمیلة أو کلیة الفنون الجمیلة، صنعت معهد الفجور الکامل والواضح! ویکفی للدلالة علی ذلک أن یدخله الشبان الماجنون من الذکور والأناث اباحیین مختلطین، لا یردعهم دین ولا عفاف ولا غیرة، یصوّرون فیه الفواجر من الغانیات اللائی لا یستحیین أن یقفن عرایا، ویجلسن عرایا، ویضطجعن عرایا--- ثم یقولون لنا: هذا فنّ!! لعنهم الله ولعن من رضی هذا منهم أو سکت علیه"۔ (۱۷)

"یہ وہ ہے جس کو ابن دقیق العید نے چھ سو ستر (۶۷۰) سے زیادہ سال پہلے کہا۔ وہ ایسی قوم پر رد کر رہے ہیں جو ان نصوص کے ساتھ ان کے زمانے میں یا ان کے زمانے سے قبل کھیلتے رہے۔ پھر یہ فتویٰ دینے والے گمراہ کرنے والے لوگ آئے اور ان کے تابعدار، جو ان کی تقلید کرنے والے جاہل یا بے دین اور دین کو گرانے والے ہیں، وہ ایک بار پھر اس کو لوٹا رہے ہیں اور وہ احادیث کی نصوص کے ساتھ کھیل رہے ہیں جیسے ان سے پہلے لوگ کھیل چکے ہیں۔ پھر ان جاہلانہ فتاوی کا اثر یہ ہوا کہ ہمارے شہر بت پرستی کے مظاہر کے ساتھ بھر گئے، مجسمے نصب کر دیئے گئے اور شہر بھر گئے ان لوگوں کی یادگاروں کے ساتھ جس کی طرف ان کی نسبت کی گئی اور تعظیم کے طور پر--- اور انہی جاہلانہ فتاویٰ کے اثرات ہیں کہ حکومت نے، جو دعویٰ کرتی ہے کہ وہ اسلامی حکومت ہے، امتِ مسلمہ میں ایک ایسا ادارہ قائم کر دیا جس کا نام انہوں نے خوبصورتی کے فنون کا مدرسہ یا خوبصورتی کے فنون کا کالج رکھا۔ یہ ادارہ مکمل واضح گناہ کے کام کے لیے بنایا گیا اور اس پر دلیل کے لیے یہ بات کافی ہے کہ اس میں نوجوان فاحش، اباحت پسند لڑکے اور لڑکیاں مخلوط داخل ہوتے ہیں، نہ انہیں دین روکتا ہے، نہ حیا اور نہ غیرت۔ اس میں وہ بے حیا (بدکار) گانے والیوں کی تصاویر بناتے ہیں، انہیں حیا نہیں آتی کہ وہ عریاں کھڑی ہو جائیں، بیٹھ جائیں اور لیٹ جائیں--- پھر وہ ہمیں کہتے ہیں کہ یہ فن ہے۔ اللہ ان پر لعنت کرے اور ان لوگوں پر لعنت کرے جو ان کے اس کام پر راضی ہیں یا اس پر خاموش ہیں"۔

۲۔ بعض متجددین آیت مبارکہ :

"یَعۡمَلُوۡنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِیۡبَ وَتَمَاثِیۡلَ وَجِفَانٍ کَالۡجَوَابِ وَقُدُوۡرٍ رّٰسِیٰتٍ"۔ (۱۸)

"وہ جنات سلیمان کے لیے جو وہ چاہتے بنادیا کرتے تھے: اونچی اونچی عمارتیں، تصویریں، حوض جیسے بڑے بڑے لگن اور زمین میں جمی ہوئی دیگیں"۔

سے استدلال کرتے ہوئے تصاویر کا جواز پیش کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مذکورہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جنات حضرت سلیمانؑ کے لیے مجسمے بنایا کرتے تھے اور اللہ نے اس کو نعمت کے پس منظر میں ذکر فرمایا۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مجسموں کا بنانا حرام نہیں۔

مصنف موصوف نے درج ذیل وجوہ سے متجددین کے استدلال کا ابطال کیا:

"أن التمثال في اللغة: کل ما صوّر علی مثل صورۃ غیرہ، --- فیمکن أن تکون التماثیل التی یعملها الجنّ لسلیمان علیہ السلام لغیر ذوی الأرواح"۔ (۱۹)

"لغت میں التمثال سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی تصویر کسی دوسری تصویر کی طرح بنائی جائے--- پس ممکن ہے کہ جن حضرت سلیمانؑ کے لیے جو مجسمے بناتے ہوں وہ غیر جاندار اشیاء کے ہوں"۔

بعد ازاں مصنف موصوف نے تورات کے حوالے سے جانداروں کی تصاویر کی حرمت کا اثبات پیش کیا(۲۰) اور اخیر میں ذکر کیا:

"ومن المعروف أن سیّدنا سلیمان علیہ السلام کان یتبع التوراۃ، فمن البعید جدّا أن یکون یأمر بصناعۃ التماثیل التی حرّمتها التوراۃ۔ فالظّاهر أن التماثیل التی کان یعملها الجنّ لہ هی تصاویر ما لا روح لہ، کالأشجار والأزهار، ومشاهد الکون الطبیعیۃ"۔ (۲۱)

"معروف ہے کہ حضرت سلیمانؑ تورات کی اتباع کرتے تھے، پس بہت بعید ہوگا کہ وہ ایسی تصویر کے بنانے کا حکم دیں جس کو تورات نے حرام قرار دیا۔ پس ظاہر یہی ہے کہ وہ مورتیاں جن کو جنات بناتے تھے وہ اس چیز کی تصاویر تھیں جن میں روح نہ ہو، جیسے درخت، پھول اور طبعی مناظر"۔

۲۔ جسٹس صاحب نے متجددین کے استدلال کے ابطال کی دوسری وجہ یہ بیان کی:

"أنہ لو ثبت أن سلیمان علیہ السلام أذن بصناعۃ صور ذوی الأرواح، فان شرائع من قبلنا لا یصح بها الاستدلال اذا وجد في شریعتنا ما یعارضہ --- أن النبی نهی عن الصور نهیا اکیدا، وان نهیہ هی الحجۃ لنا، قال اللہ تعالیٰ: "لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنهاجاً"۔ (۲۲)

"اگر یہ ثابت ہو جائے کہ سلیمانؑ نے جانداروں کی تصاویر بنانے کی اجازت دی، تو ہم سے پہلی شریعتوں سے استدلال درست نہیں جب کہ ہماری شریعت کے اندر اس کے مخالف

چیز موجود ہو۔۔۔ نبی ﷺ نے تصاویر سے بڑی سختی سے منع فرمایا اور آپ ﷺ کا منع فرمانا ہمارے لیے حجت ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا"۔

ٹیلی ویژن کی شرعی حیثیت

ٹیلی ویژن عصرِ حاضر کی ایجادات میں سے ایک اہم ایجاد ہے۔ دیگر ایجادات کی طرح یہ ایجاد بھی بذاتِ خود اچھی یا بُری نہیں بلکہ اس کا استعمال اسے اچھا یا بُرا بناتا ہے۔ اس کے مثبت استعمال سے ہمیں دنیا بھر کی خبروں سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ ٹیلی ویژن کی نشریات (ڈراموں) کے ذریعے معاشرے میں جنم لینے والی برائیوں، ان کے اثرات اور ان سے تدارک کے طریقے معلوم ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ اخلاقی تربیت کا ذریعہ بھی ہے۔ اس کے مختلف طرح کے "کوئز پروگرامز" معلومات میں اضافہ کرتے ہیں نیز کھیلوں (کرکٹ، ہاکی اور بیڈمنٹن وغیرہ) کی براہِ راست نشریات تفریح کا سامان بھی مہیا کرتی ہیں۔

تکملہ فتح الملہم کے بالاستیعاب مطالعہ سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ٹیلی ویژن کی شرعی حیثیت کے بارے میں مفتی تقی عثمانی صاحب درج ذیل آراء رکھتے ہیں۔

ا۔ مفتی تقی عثمانی صاحب کے نزدیک ٹیلی ویژن کی تصاویر دیگر تصاویر سے مختلف ہیں، جیسا کہ وہ رقمطراز ہیں:

"لأنّ الصورة المحرّمة ما كانت منقوشة أو منحوتة بحيث يصبح لها صفة الاستقرار على شيء ، وهى الصورة التى كان الكفار يستعملونها للعبادة ۔ أما الصّورة التى ليس لها ثبات واستقرار ، وليست منقوشة على شي بصفة دائمة ، فانها بالظّل أشبه منها بالصورة ۔ ويبدو أن صورة التلفزيون والفيديو لا تستقر على شيء فى مرحلة من المراحل الا اذا كان فى صورة "فيلم" ۔ فان كانت صور الانسان حيّة بحيث تبدو على الشاشة فى نفس الوقت الذى يظهر فيه الانسان أمام الكيمرا ، فان الصورة لا تستقرّ على الكيمرا ولا على الشّاشة ، وانما هى أجزاء كهربائية تنتقل من الكيمرا الى الشّاشة وتظهر عليها بترتيبها الأصليّ ، ثم تفنى وتزول ۔ وأما اذا احتفظ بالصورة فى شريط الفيديو ، فان الصّور لا تنقش على الشريط ، وانما تحفظ فيها الأجزاء الكهربائية التى ليس فيها صورة فاذا ظهرت هذه الاجزاء على الشّاشة ظهرت مرة أخرى بذلك الترتيب الطبيعيّ ، ولكن ليس لها ثبات ولا استقرار على الشاشة ، وانما هى تظهر وتفنى ۔ فلا يبدو أن هناک مرحلة من المراحل تنتقش فيها الصورة على شيء بصفة مستقرة أو دائمة ۔ وعلى هذا فتنزيل هذه الصورة منزلة الصورة المستقرة مشكل ورحم الله امرأهدانى للصواب فى ذلک"۔ (۲۳)

"حرام تصویر وہ ہوتی ہے جو منقوش ہو یا تراشی گئی ہو اس طور پر کہ کسی چیز پر باقی رہنے والی صفت اس میں آ گئی ہو اور یہ وہ تصویر ہے جس کو کافر عبادت کے لیے استعمال کیا کرتے

تھے۔ بہر حال وہ تصویر، جس کے لیے دوام واستقرار نہیں ہے اور وہ کسی چیز پر دائمی طور پر منقش نہیں، وہ تصویر کے مقابلے میں عکس کے زیادہ مشابہ ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ ٹی۔وی اور ویڈیو کی تصویر کسی چیز پر قرار نہیں پکڑتی کسی بھی مرحلہ میں، مگر جبکہ وہ کسی فلم کی صورت میں ہو۔ اگر انسان کی تصویر براہِ راست **(Live)** ہو اس طور پر کہ وہ سکرین پر اسی وقت میں ظاہر ہو جس میں انسان کیمرے کے سامنے آتا ہے، تو یہ تصویر کیمرے اور سکرین پر برقرار نہیں رہتی اور یہ بجلی کے اجزاء ہیں، جو کیمرے سے سکرین کی طرف منتقل ہوتے ہیں اور اس پر اپنی ترتیب کے مطابق ظاہر ہو جاتے ہیں، پھر وہ فنا ہو جاتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں۔ اگر تصویر کو ویڈیو کی اس ریل میں محفوظ کر لیا جائے تو تصویریں اس ریل کے اوپر منقش نہیں ہوں گی۔ بلکہ اس میں بجلی کے اجزاء محفوظ ہو جاتے ہیں، جن میں صورت نہیں ہوتی۔ جب یہ اجزاء سکرین پر ظاہر ہوتے ہیں تو ایک بار پھر اسی طبعی ترتیب کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں، لیکن ان کے لیے سکرین پر ثبات اور استقرار نہیں ہوتا بلکہ وہ ظاہر ہوتے ہیں اور فنا ہو جاتے ہیں۔ پس معلوم نہیں ہوتا کہ وہاں کوئی ایسا مرحلہ ہو جس کے اندر کسی چیز پر دوام اور استقرار کی صفت کے ساتھ منقش ہو جائے۔ اس تصویر کو بنائی ہوئی جمی تصویر کے قائم مقام کرنا مشکل ہے اور اللہ اس بندے پر رحم کرے جو اس بارے میں صحیح بات کی طرف میری رہنمائی کرے"۔

۲۔ مفتی تقی عثمانی صاحب کے نزدیک ٹیلی ویژن کی نشریات اگر منکرات (بے حیائی، دیوانگی، بے پردہ یا برہنہ عورتوں کا نظر آنا اور اسی طرح کے دیگر اسبابِ فسوق) پر مبنی ہوں تو اس صورت میں ان کا استعمال بلاشک و شبہ حرام ہے۔ (۲۴)

۳۔ اگر ٹیلی ویژن کے پروگرامز مذکورہ منکرات سے خالی ہوں تو کیا یہ بحیثیت تصویر دیکھتے ہوئے حرمت کے حکم میں ہیں یا نہیں۔ اس ضمن میں مصنف موصوف کسی حتمی رائے تک نہیں پہنچ سکے، جیسا کہ وہ اس سیاق میں لکھتے ہیں:

"فانّ لهذا العبد الضّعيف ، عفا الله عنه ، فيه وقفة"۔ (۲۵)

"بہر حال اس کمزور بندے کے لیے اس مسئلہ میں ابھی توقف ہے"۔

المختصر یہ کہ مفتی تقی عثمانی صاحب کی شرح تکملہ فتح الملہم کو شروح حدیث میں ایک خاص امتیازی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ اس میں پچھلی تمام شروح کے اہم مباحث کو نہایت انضباط اور اختصار و جامعیت کے ساتھ مرتب کرنے کے علاوہ موجودہ زمانے کے جدید مسائل پر محققانہ بحث کی

گئی ہے، گویا جدید مسائل کی تحقیقات میں یہ شرح موجودہ دور کا انسائیکلوپیڈیا ہے اور اسے عصرِ حاضر میں صحیح مسلم کی سب سے عظیم شرح قرار دیا جانا بے جا نہ ہوگا۔ موصوف نے اس شرح میں تصویر اور اس سے متعلقہ مباحث پر روشنی ڈالی ہے جن سے پتہ چلتا ہے کہ جسٹس صاحب کے نزدیک تصاویر مطلقاً حرام ہیں اور ان کے ہاں مجسم اور غیر مجسم تصاویر کے مابین کوئی فرق نہیں ہے البتہ بوقت حاجت عکسی تصاویر کے بنوانے میں صاحبِ تکملہ رخصت کے قائل ہیں نیز تصاویر سے متعلق متجددین کے دعویٰ جات واستدلالات کا ابطال اور ٹیلی ویژن کی شرعی حیثیت جیسے اہم مباحث بھی تکملہ میں شامل ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) تقی عثمانی، محمد، مفتی، تکملہ فتح الملہم، مکتبۃ دار العلوم کراچی، ۱۴۳۲ھ، ۴/ ۱۵۸

(۲) ایضاً

(۳) تکملہ، ۴/ ۱۵۹

(۴) تفصیلات کے لئے دیکھیں: تکملہ، ۴/ ۱۵۵۔۱۵۷

(۵) تکملہ، ۴/ ۱۵۷

(۶) دلائل وجوابات کے لئے دیکھیے، تکملہ، ۴/ ۱۶۰۔۱۶۲

(۷) انہوں نے اس سلسلہ میں ایک رسالۃ ''الجواب الشافی فی اباحۃ التصویر الفوتوغرافی'' لکھا۔

(۸) عکسی تصاویر کو ہاتھ سے بنائی جانے والی تصاویر سے الگ گرداننے والے علمائے کرام عکسی تصاویر کی تعریف یوں کرتے ہیں: ''الذی ھو عبارۃ عن حبس الظل بالوسائط المعلومۃ لأرباب ھذہ الصناعۃ''۔ تکملہ، ۴/ ۱۶۲

(۹) تکملہ، ۴/ ۱۶۲۔۱۶۳؛ تقاریظ النھضۃ الاصلاحیۃ للأسرۃ الاسلامیۃ، مطبعۃ رستم مصطفیٰ الحلبی، القاہرۃ، ۱۳۵۵ھ، ص: ۲۶۴۔۲۶۵

(۱۰) آداب الزفاف فی السنۃ المطھرۃ، المکتبۃ الاسلامیہ، عمان، اردن، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۰۹ھ، ص: ۱۵۸۔۱۹۶

(۱۱) حکم الاسلام فی التصویر، مکتبۃ الضیاء، جدہ، س۔ن، ص: ۲۸۔۳۰

(۱۲) فقہ السیرۃ، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۴ھ، ص: ۳۰۹۔۳۱۰

(۱۳) تکلمہ، ۴/ ۱۶۳

(۱۴) تکملہ، ۴/ ۱۶۴

(۱۵) تکملہ، ۴/ ۱۶۰

(۱۶) تکملہ، ۴/ ۱۶۱؛ابن دقیق العید، تقی الدین، احکام الأحکام شرح عمدۃ الأحکام، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، مصر، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۳۴۲ھ، کتاب الجنائز، ۲/ ۱۷۱-۱۷۲

(۱۷) تکملہ، ۴/ ۱۵۱؛احمد بن حنبل، المسند، تحقیق، احمد محمد شاکر، دار الحدیث القاہرۃ، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۶ھ، (۱۶۶۷)، ۷/ ۱۹-۲۰

(۱۸) السبا، ۳۴: ۱۳

(۱۹) تکملہ، ۴/ ۱۶۱؛ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، ابو الفضل، لسان العرب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۶ھ، ۱۳/ ۲۴

(۲۰) تکلمہ، ۴/ ۱۶۱-۱۶۲

(۲۱) تکملہ، ۴/ ۱۶۲

(۲۲) ایضا

(۲۳) تکملہ، ۴/ ۱۶۴-۱۶۵

(۲۴) ملاحظہ کیجئے، تکملہ، ۴/ ۱۶۴

(۲۵) ایضاً